© rasailojaraid.com

مغربی میڈیا کی کارستانیاں

مغربی میڈیا اس وقت دنیا کے ۷۰ فی صد ابلاغی ذرائع پر قابض ہے۔ اس نے تمام اخلاقی اصولوں کو بالائے طاق رکھا ہے۔ سیاہ کو سفید، ظالم کو مظلوم اور امن پسند کو دہشت گرد ثابت کرنا مغربی میڈیا کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مغرب نے میڈیا کے ذریعے سے انتہائی منظم منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی فکر و تہذیب کی خوب تشہیر کی ہے۔ موجودہ دور میں مغرب نے ذرائع ابلاغ کی وساطت سے علم و فکر سے لے کر سوچنے سمجھنے کے زاویے تک اور کھانے پینے، رہنے سہنے اور طرزِ گفتگو سے لے کر گھریلو معاملات کے طور طریقے تک بدل کر رکھ دیے ہیں۔

عالمی میڈیا نے بالعموم اور مغربی میڈیا نے بالخصوص، اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک بڑا محاذ کھول رکھا ہے اور بہت سی قسمیں اسلام اور مسلمانوں کی شبیہہ بگاڑنے کے درپے ہیں۔ مغربی میڈیا جب چاہتا ہے کوئی نہ کوئی نئی اصطلاح وضع کر دیتا ہے اور کوئی نیا شوشہ چھوڑ دیتا ہے۔ دنیا کے بہترین رسائل جن میں ادبی، تحقیقی اور سیاسی پرچے شامل ہیں، مغربی دنیا سے شائع ہو کر ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ ان رسائل میں خاص نقطۂ نظر پیش کیا جاتا ہے، جو مغربی دنیا کے عین مطابق ہوتا ہے۔

گذشتہ صدی کے اختتامی برسوں سے بالعموم اور نائن الیون سے بالخصوص، مغرب نے اپنے ناپاک سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے ذرائع ابلاغ کو شاہ کلید کے طور پر استعمال کیا ہے جس کے ذریعے وہ اسلام اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو بنیاد پرست، انتہا پسند، دہشت گرد اور جنونی قرار دے کر، دنیا کے کونے کونے میں اسلام اور اس کے علَم برداروں کا خوب مذاق اڑا رہا ہے۔ اس کے ہاں اب دہشت گرد اور مسلمان میں زیادہ فرق نہیں رہا۔ مغربی مفکرین میں سے برنارڈ لوئیس اور پروفیسر ہن ٹنگٹن نے یہ بات منظم انداز سے پیش کی ہے کہ مغرب کا اصل مسئلہ بنیاد پرستی نہیں بلکہ خود اسلام ہے۔ ہن ٹنگٹن کا کہنا ہے کہ اسلام ایک مخصوص تہذیب کا نام ہے، جس کے ماننے والے اپنی فکر و تہذیب کے اعلیٰ ہونے کے دعوے دار ہیں اور اپنی تہذیبی برتری کو کھو دینے پر کفِ افسوس مل رہے ہیں۔[۱]

یہودیوں کا رول

دنیا میں تمام اسلام دشمن قوتوں میں سے اسلام کی شبیہہ بگاڑنے میں سب سے زیادہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سرگرم عمل نسل پرست یہودی ہیں، جنھوں نے عالمی ذرائع ابلاغ کو اپنی مٹھی میں لے رکھا ہے۔

یہودیوں کے پاس دنیا کی بڑی بڑی خبررساں ایجنسیاں ہیں، جن کے ذریعے سے وہ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ان میں سے چند ایک کا تعارف اس طرح سے ہے:

۱- رائٹر: عالمی خبررساں ایجنسیوں میں رائٹر کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہے۔ دنیا میں ہرجگہ تمام اخبارات و ٹی چینلز اسی ایجنسی پر انحصار کرتے ہیں، حتیٰ کہ بی بی سی، وائس آف امریکا کے اخبارات، اس سے ۹۰ فی صد خبریں حاصل کرتے ہیں۔ ۱۵۰ ملکوں کے اخبارات، ریڈیو، ٹی وی ایجنسیوں کو روزانہ لاکھوں الفاظ پر مشتمل خبریں اور مضامین بھیجے جاتے ہیں۔

۲- یونائیٹڈ پریس: دنیا کی چند بڑی خبررساں ایجنسیوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

۳- فرانسیسی نیوز ایجنسی (اے ایف پی): فرانسیسی نیوز ایجنسی کی بنیاد فرانس میں ڈالی گئی۔ فرانس میں صرف ۷ لاکھ یہودی ہیں، لیکن وہاں پر شائع ہونے والے ۵۰ فی صد اخبارات و رسائل پر ان کی حکمرانی چلتی ہے۔

۴- ایسوسی ایٹڈ پریس: یہ بھی ایک بڑی نیوز ایجنسی ہے۔اس ایجنسی سے ۱۶۰۰ روزنامہ اور ۴۱۸۸ ریڈیو، ٹی وی اسٹیشن وابستہ ہیں۔

۵- والٹ ڈزنی: والٹ ڈزنی دنیا کی سب سے بڑی میڈیا کمپنی ہے۔ اس کے پاس تین بڑے ٹیلی وژن چینلز ہیں۔ اے بی سی نام کا دنیا میں سب سے زیادہ دیکھا جانے والا کیبل نیٹ ورک ہے۔ دنیا کے ۲۲۵ ٹیلی وژن چینلز والٹ ڈزنی سے وابستہ ہیں۔

۶- ٹائم وارنر: یہ دوسری بڑی میڈیا فرم ہے۔ پہلے یہ AOL کے نام سے کام کرتی تھی۔ اس کے پاس دنیا میں سب سے زیادہ دکھائے جانے والے چینل ایچ بی او، ٹرنر براڈکاسٹنگ، سی ڈبلیو ٹی وی، وارنرز، سی این این، ڈی سی کومکس، ہولو، ٹی این ٹی، ٹی بی ایس، کارٹون نیٹ ورک، ٹرنر کلاسک موویز، ٹرو ٹی وی، ٹرنر سپورٹس وغیرہ شامل ہیں۔

۷- وائی کام: یہ دنیا کی تیسری بڑی فرم ہے۔ اس کے پاس ٹی وی اور ریڈیو کے ۱۲ یا ۱۴ چینلز ہیں۔ یہ کتابیں شائع کرنے والے تین بڑے اداروں اور ایک فلم ساز ادارے کی بھی مالک ہے۔ پیراماؤنٹ پکچرز اور ایم ٹی وی اسی کمپنی کی ملکیت ہے۔ یہ پوری دنیا کے میڈیا پر حاوی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸- نیوز ہاؤس: یہ یہودیوں کی ایک اشاعتی کمپنی ہے۔ یہ کمپنی ۲۶ روزنامے اور ۲۴ میگزین شائع کرتی ہیں۔

ان کے علاوہ دی نیویارک ٹائمز، وال اسٹریٹ جرنل اور واشنگٹن پوسٹ دنیا کے تین بڑے اخبارات ہیں۔ نیویارک ٹائمز روزانہ ۹۰ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ یہ جن ایشوز کو چھیڑتے ہیں، وہ آگے چل کر دنیا بھر کے اخبارات کے لیے خبر بنتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے سے یہ انسانی ذہنوں کو خاموشی سے مسخر کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ انٹرنیٹ پر بھی انھی لوگوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ انٹرنیٹ پر انھوں نے ۱۰۳ جعلی اسلامی ویب سائٹس بنا رکھی ہیں، جن کے ذریعے یہ نومسلم اور ضعیف الایمان مسلمانوں اور نوجوانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

مغرب کے لیے اسلام کی عالم گیر برتری اور اس کا تیزی سے پھیلنا سر درد بنا ہوا ہے۔ ان کو اس بات کا خوف ستاتا رہتا ہے کہ مستقبل میں مسلمان ہی دنیا کی قیادت و سیادت کریں گے۔[۲] اس لیے وہ اسلام اور عالم اسلام کو متنوع حربوں اور طریقوں سے بدنام کرنے کی مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ وہ میڈیا کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں پر مندرجہ ذیل الزامات لگا کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے:

۱- اسلام تشدد پر مبنی مذہب ہے اور اس کے ماننے والوں میں زیادہ تر دہشت گرد اور انتہا پسند ہیں۔

۲- اسلامی شریعت کی وجہ سے مسلمان پس ماندہ ہے۔

میڈیا کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کو بڑھاوا دینا مغربی اور یورپی میڈیا کا سب سے اہم مشغلہ بن گیا ہے۔ ۱۹۹۶ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک یعنی چار سال میں صرف The Sydeney Morning ، The West Australian Herald کے ۱۰۳۸ مضامین شائع ہوئے، جن میں ۸۰ فی صد مضامین میں مسلمانوں کو دہشت گرد، بنیاد پرست اور انتہا پسند کی حیثیت سے دکھایا گیا۔ ۳۷ فی صد مضامین میں مسلمانوں کو انسانیت کے قاتل ٹھیرایا گیا اور صرف ۴ فی صد مضامین میں مسلمانوں کو انسانیت نواز بتایا گیا۔[۳]

اسلام میں میڈیا کا تصور

غرض یہ کہ عالمی میڈیا اسلام اور عالم اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے مصروف عمل ہے اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے میں کوشاں ہے۔ اسلام کے ماننے والوں نے ہر دور میں اپنی بات دوسروں تک منظم اور حسن وخوبی کے ساتھ پہنچائی اور اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی اور لاپروائی نہیں برتی۔ قرآن مجید نے اس کے لیے دعوت کا لفظ استعمال کیا۔ ایک دور وہ بھی تھا جب انبیا، سلف صالحین اور اسلام کے علَم بردار گھر گھر تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے زبانی گفتگو اور تقریروں کا سہارا لیا کرتے تھے۔ اس حوالے حضرت نوحؑ کا کردار قرآن نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا:

اس نے عرض کیا: ''اے میرے رب میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار نے ان کے فرار میں اضافہ کیا۔ جب بھی میں نے ان کو بلایا تا کہ تو انھیں معاف کر دے، انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اَڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی۔ پھر میں نے علانیہ بھی تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔(نوح ۷۱:۶-۸)

اسی طرح سے حضرت موسیٰؑ نے بھی مخالفین اسلام تک نہ صرف دعوت پیش کی بلکہ ان کے اعتراضات اور ان کی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ (طٰہٰ ۲۰: ۴۳-۴۵) جاؤ تم دونوں فرعون کے پاس کہ وہ سرکش ہوگیا ہے۔ اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کرلے یا ڈر جائے۔

اس تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے رسولؐ نے سرزمین عرب میں لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو اس بات کا حکم دیا کہ:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (المائدہ ۵:۶۷) اے پیغمبرؐ! جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ تم کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ وہ کافروں کو (تمھارے مقابلہ میں) کامیابی کی راہ ہرگز نہ دکھائے گا۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ (المائدہ ۵:۹۹) رسولؐ پر تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقت میں ذرائع ابلاغ کی قوت سے بے خبر نہیں تھے اور نہ اس اہم چیلنج کو آپؐ نے نظر انداز کیا، بلکہ محدود افرادی قوت اور وسائل کو بروے کار لا کر لوگوں تک رب کا پیغام پہنچایا۔ مثلاً چھٹی صدی عیسوی میں مکّہ میں اگر کسی کو ضروری اعلان یا کسی اہم بات کو دوسروں تک پہنچانا ہوتا تو وہ اپنے جسم سے کپڑے اتار کر سر پر رکھ لیتا اور کوہِ صفا پر چڑھ کر زور زور سے چلّانا شروع کر دیتا: 'ہائے صبح کی تباہی'۔ لوگ اس طرح کے اعلان کو توجہ سے سنتے تھے۔ اللہ کے رسولؐ نے بھی ابلاغ کے اس ذریعے کو استعمال کیا لیکن کپڑے اُتارنے اور چلّانے کے بجاے اس کو اسلامی رنگ عطا کیا۔

لوگوں تک الٰہی پیغام پہنچانے کے لیے انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رکھا تھا۔ کارِ دعوت کے سلسلے مختلف ممالک کے حکمرانوں تک دعوتی خطوط اور وفود بھیجے۔ نیز ہر علاقے میں مبلغین روانہ کرتے رہے تاکہ ان تک پیغام الٰہی پہنچ سکے۔

عرب میں شعر و شاعری اور خطابات کا بھی بڑا دبدبہ تھا۔ مشرکین مکہ کو زبان دانی اور شاعری پر فخر اور ناز تھا اور وہ شعر و شاعری کے ذریعے سے بھی اللہ کے رسولؐ پر تکبرانہ لہجے میں حملے کرتے تھے۔ اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اللہ کے رسولؐ نے صحابہؓ کو ترغیب دی کہ وہ اس فن کے ذریعے سے کفر کا مقابلہ کریں اور مشرکین مکہ کے حملوں کا جواب دیں۔ چنانچہ بہت سے صحابہؓ نے اس فن میں خوب جوہر دکھائے۔ ان میں حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ انھوں نے شعر و شاعری کو اظہار ابلاغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنا کر کفار کا زبردست مقابلہ کیا اور اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کے دفاع میں جنگ لڑی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کافروں کی ہجو میں شعر کہتے تھے۔ حضرت کعب بن مالک اسلام کے دشمنوں پر نفسیاتی رعب ڈالتے تھے اور حضرت حسانؓ بن ثابت مشرکین مکہ کی طرف سے اللہ کے رسول کے خلاف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہے گئے اشعار کا نہ صرف جواب دیتے تھے بلکہ اللہ کے رسولؐ کی مدح بھی کہتے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت نے اپنی شاعری سے دین دشمنوں کو زبردست ضربیں لگائیں اور ان کی زبانوں کو بند کیا۔[۴]

اس دور میں خطابت کو بھی بڑی اہمیت حاصل تھی۔ خطبا کا رول اپنے اپنے قبیلوں میں انتہائی اہم ہوا کرتا تھا۔ اس فن کو بھی دورِ نبوت میں متعدد صحابہ نے اختیار کیا اور اس کو اظہار و ابلاغ کا ذریعہ بنا کر اسلام کے بول بالا کے لیے استعمال کیا۔ ان میں سے ایک خاص نام حضرت ثابت بن قیسؓ کا ہے جنھیں خطیب اسلام کے لقب سے بھی نوازا گیا۔ ان کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے خطابت کے میدان میں زبردست جوہر دکھائے۔

اُمت مسلمہ ایک ذمہ دار امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے ایک عظیم منصب پر فائز کیا اور اس کو خیر اُمت کے خطاب سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ (اٰل عمرن ۳:۱۱۰) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو، جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس خیرِ اُمت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں تک سچائی پہنچائی جائے کیوں کہ اگر خیرِ اُمت یہ کام نہیں کرے گی تو دنیا شر و فساد سے بھر جائے گی۔ اس کے لیے موجودہ ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے انسانیت کو ہدایت کی روشنی میں لانے کے لیے مدد لی جانی چاہیے۔

میڈیا کے فرائض

عصرِ حاضر میں اسلام اور مسلمانوں پر مغربی ذرائع ابلاغ کی جو یلغار ہے، وہ ہمہ جہت اور ہمہ گیر ہے۔ اس نے ہر انسان کے فکر و خیال کو متزلزل کر کے نت نئی اُلجھنوں اور مسائل کا شکار بنایا ہے۔ عریانیت اور فحاشی کو اتنا عام کیا کہ اب یہ معاشرتی زندگی کا ایک اہم اور لازمی حصّہ تصور کیا جاتا ہے۔ میڈیا ہی کے سہارے سے مغرب نے اپنی فکر و تہذیب پوری دنیا میں پھیلا دی ہے۔ مادہ پرستانہ ذہنیت، عیش پرستانہ مزاج، فیشن پرستی، گلیمر، کلچر اور جاہ وحشت کے حصول کے لیے تمام اخلاقی اصولوں کو پس پشت ڈالنا، جذبۂ مسابقت، فتنہ پروری اور اشتعال انگیزی کو میڈیا ہی کے ذریعے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خوب فروغ دیا جارہا ہے۔

مغربی اور یورپی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو ہر جگہ ذہنی غلام بنانے کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ چوں کہ یہ دور جسمانی غلامی کا نہیں بلکہ ذہنی غلامی کا ہے۔ ذہنی غلامی جسمانی غلامی سے کہیں زیادہ طاقت ور ہوتی ہے اور بدتر بھی۔ یہ استعماریت کی ایک نئی شکل ہے، جسے مغرب پوری کامیابی سے استعمال کر رہا ہے۔ لہٰذا اس کے نہ صرف تدارک کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایک اچھا متبادل پیش کرنا بھی ضروری ہے، جو نہ صرف انتہائی صحیح فکر و خیال کی آبیاری کرے بلکہ اس کی تہذیب و ثقافت کو بھی پلید اور گندا ہونے سے محفوظ رکھے۔ اصولی طور پر میڈیا چند بنیادی مقاصد کے تحت کام کرتا ہے جو میڈیا کے فرائض بھی ہیں:

۱- میڈیا کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ وہ عوام تک صحیح معلومات فراہم کرے۔

۲- میڈیا کا دوسرا فریضہ ذہن سازی ہے کہ وہ صحیح خطوط پر عوام کی ذہن سازی کا کام کرے۔

۳- میڈیا کا ایک اور مقصد لوگوں کو تفریح فراہم کرنا بھی ہے۔ لیکن اگر یہ تفریح انسان کو انسان کے مرتبے سے گرا دے تو پھر یہ تفریح نہیں بلکہ اذیت ہے۔

اسلامی میڈیا کا کام ہمہ گیر اور ہمہ جہت ہے۔ اس کا کام نہ صرف مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب دینا، غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہی نہیں بلکہ آگے بڑھ کر اسلام کو متبادل کے طور پر پیش کرنا شامل ہے۔ اسلامی میڈیا کی وسعت میں بہت گہرائی اور گیرائی ہے۔ اس لیے کہ: اسلامی میڈیا صرف مذہبی پروگرام کو نشر کرنے کا نام نہیں بلکہ اس میں آرٹ، تہذیب، علم و تحقیق اور دوسرے عالم گیر نوعیت کے پروگرام بھی شامل ہیں، جنھیں اسلامی تعلیمات کے مطابق پیش کیا جانا چاہیے۔

میڈیا کے لیے رہنما اصول

اسلامی اصولوں پر مبنی میڈیا سماج کو صحیح ڈگر پر رکھنے کے لیے جو رہنما اصول فراہم کرتا ہے ان میں فرد اور معاشرے کے لیے الٰہی ہدایات پر مبنی اقدار ہیں اور اس کے مقاصد میں بہت وسعت ہے۔ اسلامی ذرائع ابلاغ کے تین مقاصد ہیں:

۱- اسلام ایک دعوتی مذہب ہے، اس لیے اپنے ماننے والوں پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ اس کو ہر فرد تک پہنچایا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲- اسلام حق و صداقت، علم اور وحی الٰہی پر مبنی ہے۔ اس لیے اس کو مختلف ذرائع استعمال کرتے ہوئے انسانیت کو اسے اختیار کرنے پر مائل کیا جائے۔

۳- اسلام صحیح فکر اور زندگی کے حقیقی مقصد سے آگاہ کرتا ہے، اس لیے اس روشنی اور نور سے دوسروں کی زندگی کو بھی منور کیا جائے۔

اسلامی اسکالر اور مفکرین الیکٹرانک، پرنٹ اور سائبر میڈیا کو اسلام کی اشاعت اور پھیلاؤ کے لیے اور عالمِ اسلام کی مضبوطی اور ترقی کے لیے، ایک اہم عنصر تصور کرتے ہیں اور اس کو نظرانداز کرنے یا اس کو کم اہمیت اور ترجیح دینے کو بڑی لاپروائی اور غیرسنجیدگی سمجھتے ہیں۔ اگر مسلمان علم و استدلال کے ذریعے ذرائع ابلاغ کی دنیا میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کریں گے تو اسلام کو دائمی اور عالمی مذہب کے طور پر ہرگز پیش نہیں کرسکیں گے۔ صرف تیر و تفنگ اور بندوق کے میدان میں دشمن کا مقابلہ کرنا مطلوب نہیں بلکہ قرطاس و قلم اور نشرواشاعت کی دنیا میں بھی اس کا مقابلہ ضروی ہے اور اس طرح سے ہر چیلنج کا جواب دینا ضروری ہے جو اسلام کو درپیش ہے۔

اس وقت مسلمانوں کے پاس عالمی معیار کا کوئی میڈیا موجود نہیں ہے، جو یہود و نصاریٰ اور معترضین کے برپا کیے ہوئے فتنوں، سازشوں، پروپیگنڈوں اور اعتراضات کا انتہائی معقول اور منظم طریقے سے سدباب کرسکے۔ اس سلسلے میں اسلامی تحریکوں، اداروں، علما اور دانش وَروں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے تاکہ ان صلاحیتوں کو بروے کار لانے کے ساتھ ساتھ مالی قربانیوں سے بھی عصرِ حاضر کے اس درپیش چیلنج کا مقابلہ بہ حُسن و خوبی کرسکیں۔ لہٰذا، میڈیا پر صرف اپنی گرفت مضبوط ہی نہیں کرنی بلکہ اس کی سمت کو بھی صحیح اور پایدار رُخ دینا ہوگا۔

آیندہ کا لائحہ عمل

اس بات کی بار بار ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مسلم ممالک کے پاس نہ صرف خبررساں ایجنسیاں اور نیوز چینلز ہوں بلکہ الیکٹرانک، پرنٹ اور سائبر میڈیا کے تمام ادارے بھی ہوں، جو عالمی اور مغربی ذرائع ابلاغ کی ہرزہ سرائیوں، کارستانیوں اور ان کے پروپیگنڈے کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔

اس کے لیے عالم اسلام کے متمول ممالک اور تحریکات اولین فرصت میں اس پر توجہ دیں۔ اس سلسلے میں حسبِ ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱- مسلم ممالک اعلیٰ معیار کی میڈیا تعلیم و تربیت کے اداروں کا قیام عمل میں لائیں، جہاں سے جدید تعلیم یافتہ نوجوان اور ماہرین تیار ہوں جو رپورٹنگ اور تجزیہ نگاری میں جاں فشانی سے کام بھی کریں اور دنیا کو واقعات کی حقیقی شکل سے روشناس کرائیں۔

۲- سرکاری اور نجی سطح پر بھی ایسے ٹی وی چینلز قائم کیے جائیں جو دعوتی جذبے کے ساتھ اور حق و صداقت کے بل پر آگے بڑھیں اور پروپیگنڈے کا پردہ چاک کریں۔

۳- ذہین اور باصلاحیت طلبہ کو میڈیا کورس میں داخلہ لینے کے لیے ترغیب دی جائے اور ان کے لیے مالی معاونت کا انتظام بھی کیا جائے۔

۴- ایسی ورکشاپس اور کانفرنسوں کا تسلسل سے اہتمام کیا جائے جو نہ صرف ابلاغیاتِ عامہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے ہوں، بلکہ ان تمام افراد کے لیے بھی ہوں جو صحافت سے وابستہ ہیں۔ ان کی صحیح تربیت کرنے کے لیے مختلف مراحل میں پروگرام منعقد کیے جائیں تاکہ ان میں مہارت پیدا کرنے کے ساتھ اسلامی روح بھی بیدار ہو۔

۵- مغربی فکر و تہذیب اور فلسفہ نے پورے انسانی معاشرے کو جن اُلجھنوں، مسائل اور مشکلات سے دوچار کر دیا ہے، تجزیہ و تحقیق اور دلائل سے ان خرابیوں کو اُجاگر کیا جائے تاکہ پوری نوعِ انسانی ان مسائل اور خرابیوں سے آگاہ رہے۔

۶- عالمی اور مغربی ذرائع ابلاغ، لابیاں اور تحقیقی ادارے اسلام کے مختلف احکام اور تعلیمات کے بارے میں بڑے پیمانے پر دنیا میں جو شکوک و شبہات پھیلا رہے ہیں ان کا جواب احتجاجی مظاہروں کے برعکس علمی اور فکری سطح پر دینے کی ضرورت ہے۔ چونکہ علمی و فکری شبہات اور اعتراضات کا جواب علمی اور فکری زبان میں ہی دیا جا سکتا ہے، اس لیے یہ اسلامی دانش وروں، علما، مصنفین، تحریکوں، تنظیموں اور اداروں کی ذمہ داری ہے۔

حوالہ جات

۱- سموئیل ہن ٹنگٹن، تہذیبوں کا تصادم، (اردو ترجمہ، سہیل انجم) کراچی اوکسفرڈ پریس، ص ۱۲۹۔

۲- ایڈورڈ سعید، *Orientalism* ۱۹۷۷ء، ص ۴۶۔

۳- حسن الامین، فرح افضل، *Hamdard Islamicus*، جولائی، ستمبر ۲۰۱۵ء، ص ۵۶۔

۴- احمد حسن زیات، تاریخ الادب العربی (اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی) ۱۹۸۵ء، البران، الٰہ آباد، ص: ۱۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راس الحکمۃ مخافۃ اللہ
WISE
WOMEN'S INTERNATIONAL SCHOOL OF EXCELLENCE

فیڈرل بورڈ سے الحاق شدہ

خواتین کی تعلیم و تربیت کا معیاری رہائشی ادارہ

انگلش میڈیم
وائز سکول اینڈ کالج
برائے خواتین

مکمل اسلامی ماحول کے ساتھ
معیاری ہاسٹل

خصوصیات
- 5 کنال پر مشتمل کشادہ اور وسیع کیمپس
- قرآن مجید مکمل ترجمہ و تفسیر کے ساتھ
- جدید ترین سائنس و کمپیوٹر لیب
- مستحق مگر ذہین طالبات کے لیے خصوصی اسکالرشپ
- جسمانی تربیت اور کھیلوں کے لیے Indoor گیمز ہال
- انگلش رعربی لینگویج، خطاطی، پینٹنگ اور سلائی کڑھائی کے خصوصی کورسز

We Offers
School Section (Play Group To Matric (Science & Arts)
College Section: F.A, FSc, ICS, B.A

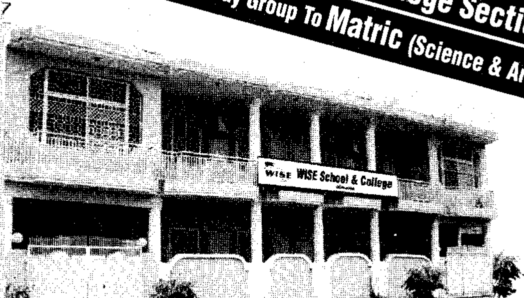

Apply Now For
Play Group to Matric
F.A, FSc, ICS & B.A

حافظ تنویر احمد
0333-5106711

WISE
WOMEN'S INTERNATIONAL SCHOOL OF EXCELLENCE
Nai Abadi, Bhara Kahu, Islamabad
Tel: 051-2303663, 2303940 E-mail: wiseisb@yahoo.com
Website: wise.org.pk

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

طلب صادق ہو تو دعا رد نہیں ہوتی

سوال: ہر نیکی، بھلائی، بہتری اور عطا کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مذکورہ حسنات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخواست کس طرح کی جائے کہ وہ منظور ہو جائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے بہ صدق دل جو دُعا بھی کی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی۔ شرط یہ ہے کہ دُعا سچے دل سے ہو اور جذبۂ اطاعت بیدار ہو۔ محض درخواست نہ ہو بلکہ اخلاص اور جذبۂ اطاعت ہر درخواست کی پشت پر موجود ہو۔ البتہ بہت سی دعائیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں قبول فرما کر انعامات سے نوازتا ہے اور بہت سی دعائیں وہ قبول تو فرما لیتا ہے، لیکن ان کا اجر و انعام وہ آخرت کے لیے محفوظ کر لیتا ہے۔ اس لیے کہ وہی بہتر جانتا ہے کہ اس بندے کے لیے کون سی چیز بہتر ہے اور وہ اسے آخرت میں ملنی چاہیے یا اس دنیا میں۔

البتہ یہ بات نگاہ میں رکھنی چاہیے کہ زبان سے آپ جو کچھ طلب کر رہے ہیں، آپ کی طلب، آپ کا ذوق، آپ کا عمل و کردار اور آپ کی دوڑ دھوپ بھی آپ کی دعا کی تائید میں ہو، نہ یہ کہ آپ طلب کچھ کر رہے ہیں اور عمل کا رُخ کسی دوسری سمت ہو۔ (مولانا محمد یوسف اصلاحی)

جمعہ کی سنتیں

س: حرمین شریفین میں حاضری کے دوران جمعۃ المبارک کو میں نے یہ نوٹ کیا کہ ساڑھے گیارہ بجے سے پہلے اذان ہوئی ہے (جب کہ اگلے دن ظہر کی نماز ساڑھے بارہ پر ہوئی تھی) اور لوگوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اور پھر دوسری اذان زوال کے بعد

© rasailojaraid.com